بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سحر اسامہ نے یہ ناول (میرا محرم) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (میرا محرم) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا یا ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

(باب: زخرف)

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں

سراپا فقر ہوں عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں،

بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے،

بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے،

متاعِ دین و دانش نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر،

سکونِ قلب کی دولت ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر،

لٹا کر ساری پونجی غفلت و نسیاں کی دلدل میں،

New Era Magazine

سہارا لینے آیا ہوں ترے کعبے کے آنچل میں،

گناہوں کی لپٹ سے کائناتِ قلب افسردہ،

ارادے مضمحل، ہمت شکستہ، حوصلے مردہ،

کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی،

کہ کس جھنجھال میں گزری ہیں گھڑیاں زندگانی کی،

خلاصہ یہ کہ بس جل بُھن کے اپنی روسیاہی سے،

سراپا فقر بن کر اپنی حالت کی تباہی سے،

New Era Magazine

ترے دربار میں لایا ہوں اب اپنی زبوں حالی،

تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہیں خالی،

یہ تیرا گھر ہے تیرے مہر کا دربار ہے مولا،

سراپا نور ہے اک مَہبطِ انوار ہے مولا،

تری چوکھٹ کے جو آداب ہیں میں ان سے خالی ہوں،

نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا وہ سوالی ہوں،

زباں غرقِ ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر،

خدایا رحم میرے اس زبانِ بے زبانی پر،

New Era Magazine

یہ آنکھیں خشک ہیں یارب انہیں رونا نہیں آتا،

سلگتے داغ ہیں دل میں جنہیں دھونا نہیں آتا،

الٰہی تیری چوکھت پر بھکاری بن کے آیا ہوں،

سراپا فقر ہوں عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں....!!

وہ بڑی محویت سے اپنے کمرے میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی جنید جمشید کی دل سوز آواز میں پڑھی گئی نظم الہی تیری چوکھٹ پر سننے میں مصروف تھی۔۔۔

آواز کمپیوٹر سے ہوتی ہوئی اسپیکر کے زریعے باہر نکل کر پورے ماحول کو پر سوز بنا رہی تھی۔۔۔وہ روز کی طرح اس وقت بھی اپنے پسندیدہ شوق پکچر زایڈیٹنگ میں ہمہ تن

گوش تھی اور ساتھ ساتھ دوسرا شوق یعنی نظمیں نعتیں سننے کا شوق بھی پورا کر رہی تھی۔۔۔۔

نظم مکمل ہوئی تو وہ اسکرین سے ایڈیٹنگ سافٹ ویئر کو مینی مائز کر کے میوزک پلیئر سے دوسری نظم لگانے لگی۔۔۔۔

تمام نظمیں اور نعتیں ایک ہی فولڈر میں تھیں وہ ماؤس کو دھیرے دھیرے نیچے کرتے نیچے لا رہی تھی جب اس کی نظر اپنی پسندیدہ نظم پر پڑی۔ماوس ایرو کو وہیں روک دیا اور نظم پلے کر دی۔۔۔۔

سنا تھا ہم نے لوگوں سے

محبت چیز ایسی ہے

چھپائے چھپ نہیں سکتی!

یہ آنکھوں میں چمکتی ہے

یہ چہروں پر دمکتی ہے

یہ لہجوں میں جھلکتی ہے

دلوں تک کو گھلاتی ہے

لہو ایندھن بناتی ہے

اگر سچ ہے.....تو پھر آخر ہمیں

اُس ذاتِ حق سے یہ بھلا کیسی محبت ہے؟

نہ آنکھوں سے چھلکتی ہے

نہ چہروں پر ٹپکتی ہے

نہ لہجوں میں سلگتی ہے

دلوں کو آزماتی ہے نہ راتوں کو رُلاتی ہے

کلیجے منہ کو لاتی ہے نہ فاقوں ہی ستاتی ہے

نہ خاک آلود کرتی اور نہ کانٹوں پر چلاتی ہے

نہ یہ مجنوں بناتی ہے

عجب!.....ایسی محبت ہے

(فقط دعویٰ سجھاتی ہے)

نہ کعبے کی گلی میں تن پہ انگارے بجھاتی ہے

نہ غارِ ثور میں چپکے سکینت بن کے چھاتی ہے

حرا تک لے بھی جائے، قُدس سے نظریں چراتی ہے!

ہم اپنے دعویٰ حقِ محبت پر ہوئے نادم

تو پلکوں کے کناروں سے جھڑی سی لگ گئی اور پھر

کہیں سے بجلیاں کوندیں

صدا آئی.........

ذرا اس آنکھ کی بندش کے دم بھر منتظر رہنا

وہاں خود جان جاؤ گے

محبت کی حقیقت کو!

احسن عزیز کے لکھے گئے اشعار کو ایک نعت خواں بہت اچھے انداز میں پڑھ رہا تھا پورے کمرے میں یہ دل سوز آواز گونج رہی تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح اس نظم کے مصرعوں پر غور کر رہی تھی کہ لکھنے والے نے اس میں کس قدر سچ لکھا ہے۔ ''ہم سب ہی اپنے خالق حقیقی سے محبت کے دعویدار ہیں لیکن کتنی روکھی پھیکی ہے نا ہماری محبت

نہ اسے یاد کر کے آنکھیں بھیگتی ہیں نہ چہروں سے عیاں ہوتی ہے نہ الفاظ سے نہ لہجے سے جھلکتی ہے مالکِ کل سے سچی محبت کے دعویدار تو انبیاء اور صحابہ کرام ہی تھے ہاں اب بھی ہیں ایسے بہت سے عظیم لوگ جن کے دلوں میں خالق کل کی محبت ہر چیز سے بڑھ کر ہے وہ اپنی اس محبت کے صرف کھوکھلے دعوے ہی نہیں کرتے بلکہ مالک الملک کی محبت میں ہر کام ہر قربانی سے ہر عمل سے گزر جاتے ہیں چاہے وہ کسی بھی نوعیت کا ہو''

نظم ختم ہو چکی تھی اور ایڈیٹنگ بھی تقریباً اختتامی مراحل میں تھی لیکن اسکی سوچوں کی ایک لمبی چین شروع ہو چکی تھی اور ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اسکی سوچ مختلف چوراہوں سے گزرتی اس مکان میں داخل ہو گئی تھی جہاں آکر وہ خود سے ایک عہد باندھتی تھی۔

''میں بھی تو اپنے رب تعالیٰ سے محبت کرتی ہوں ناتوان شاءاللہ جب بھی کبھی مجھے اپنے رب العالمین کی محبت میں آکر کسی بھی قسم کی قربانی دینا پڑی میں ضرور دونگی'' ایک

عہد تھا خود سے کیا ہوا جو آج کا نہیں بلکہ اس وقت سے تھا جب سے اس نے اپنے رب سے لو لگائی تھی۔

"بیٹا اب آٹھ بھی جاؤ کمپیوٹر سے۔کچھ کھا لو پی لو اور تھوڑا میرا ہاتھ بھی بٹوا لو۔آپکے بھائی اور بابا آتے ہونگے" اسکی سوچوں کے بھنور کو اسماء بیگم کی آواز نے توڑا۔

"جی ماما بس آئی۔پانچ سے دس منٹ میں آتی ہوں بس لوگو لگا نا رہ گیا ہے اس پکچر پر۔" اپنی ایڈیٹ کی گئی پکچر پر اپنے نام کے ابتدائی حرف کا لوگو لگاتے ہوئے بولی۔

ماؤس حرکت میں آیا اور پکچر کے رائٹ سائڈ کے کارنر پر اپنا لوگو فکس کیا۔

"ایم اے"

پکچر سیو کر کے کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کرتے ہوئے اٹھی اور اپنے کمرے سے نکل کر باہر اسماء بیگم کے پاس آگئی۔۔۔

****

مومل عباس، عباس ہاؤس کا ہنستا مسکراتا پر رونق چہرہ۔عباس ابراہیم اور اسماء خاتون کے گھر کی واحد رحمت۔ہاں ایک نعمت بھی ہے انکے گھر ارتضیٰ عباس۔مومل ارتضیٰ سے پانچ سال چھوٹی ہے لیکن وہ اکلوتی بہن اور بیٹی ہونے کا مکمل فائدہ اٹھاتی ہے اور خود کو کسی بھی معاملے میں اپنے بھائی سے پیچھے نہیں رہنے دیتی۔یوں اس گھر میں صرف چار مکین رہتے ہیں۔۔۔زوجین اور انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ایک نعمت اور ایک رحمت۔

عباس صاحب کا گھرانہ اس وقت سے ہی دین داری میں ڈھلا ہوا تھا جب اس گھر پر ابراہیم صاحب اور عزیزہ بیگم کی حکمرانی تھے اب وہ دونوں تو اس دنیا میں نہیں رہے لیکن انکا بیٹا اور بہو اپنی اقدار نہیں بھولے اور نہ اس راستے سے ہٹے جس پر انکے باپ انکو چلا کر گئے تھے۔

مومل نے جب سے اس گھر میں صبح کی اپنے ارد گرد دین اور اسلام کو اس گھر کی پہلی ترجیح پر پایا صبح صادق کے پھوٹتے ہی نماز سے لیکر رات نماز عشاء تک ایک دین داری میں ڈھلا ماحول ملا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ خود بھی اور اسکا بھائی بھی دین کے بیحد قریب تھے۔ایسا نہ تھا کہ وہ دنیا کو بھول بیٹھے تھے یا دنیا سے اب انکا کوئی لین دین نہ تھا ہر گز نہیں بلکہ انہوں نے تو بچپن سے اپنے باپ سے سنا تھا کہ دین پر عمل پیرا رہو لیکن دنیا سے اس کا حصہ لیتے رہو کیونکہ اسکا حکم ہمیں ہمارا مالک خود دے رہا ہے جبھی تو اس نے دعائے ربّنا میں خود فرمایا ہے ''اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا کا بہترین بھی عطا کر اور آخرت کا بہترین بھی اور ہمیں جھنم کی آگ سے بچا''۔آمین

اسی لئے دین کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے باوجود عباس صاحب نے اپنے دونوں بچوں کو اچھی تعلیم دلوائی زمانے اور لوگوں کے ساتھ چلنے کیلیئے انہیں گھر کی ہر بنیادی سہولت عطا کی اور کبھی بھی ان پر بے جا پابندی نہیں لگائی۔

مومل کو بچپن سے ہی میتھس بہت پسند تھی سو اس نے پسند کو اپناتے ہوئے کامرس فیلڈ جوائن کی اور اب تھرڈ ائیر میں تھی جبکہ ارتضیٰ کمپیوٹر کا شیدائی بچپن سے کمپیوٹرز کے پروگرامز میں گھسا رہتا اب الحمدللہ سافٹ ویئر انجینئر تھا۔

میتھس کے بعد اب حمد، نعتیں، نظمیں یہ سب سننا مومل عباس کا دوسرا شوق تھا اور اسکے بعد اب پیپرز سے فراغت کے بعد جو نیا جنون اسکو چڑھا تھا وہ ایڈیٹنگ کا شوق تھا۔

نظموں سے مختلف اشعار کٹ کر کے انکی ایڈیٹس بنانا، مختلف اسپیکرز کی پیاری پیاری باتوں کی ایڈیٹس بنانا یہ آج کل اسکا سب سے پسندیدہ کام تھا۔

****

"یار اتنے دن ہو گئے انہی سب پرانی لڑکیوں کو۔آج دل کر رہا ہے کوئی نیا شکار بنایا جائے۔ چلو ڈھونڈتے ہیں کوئی نہیں فرینڈ"۔رات کے دو بجے کا وقت تھا وہ بیڈ پر چت

لیٹا اپنی پچھلے ماہ ہی بنائی گئی نئی گرل فرینڈ سے میسنجر ٹاک پر مصروف تھا۔ ڈھائی بجے اس لڑکی نے سونے کا کہہ کر اسے گڈ نائٹ کہا۔ لیکن اس طرف موبائل پر نظریں جمائے نفس کو شاید ابھی نیند نہیں آرہی تھی۔ بوریت کا احساس ہوا تو ہم زاد شیطان نے وسوسہ ڈالا کوئی اور کوئی نیا شکار کوئی نئی معصوم لڑکی کو اب اپنا ہم پلہ بنایا جائے۔

وہ عموماً ان لڑکیوں کو اپنی دوست بناتا تھا جو اس ٹائپ کی نہ ہوں جو لڑکوں اور لڑکوں سے دوستی کو معیوب سمجھتی ہوں لیکن آخر کار پھر اسکی دلنشین باتوں سے اس معیوب کام کو محبوب سمجھ کے کرنے لگتی ہوں۔

وہ جانتا تھا یہ مشکل ہوتا ہے لیکن اسے تو ہمیشہ سے ہی ایڈونچر پسند تھے اور بلاشبہ کسی عام دل پھینک لڑکی کے مقابلے میں کسی ایسی لڑکی تک رسائی حاصل کرنا جو اس قسم کے کاموں سے انتہائی نفرت کرتی ہو کسی ایڈونچر سے کم نہیں اور اسے یہ ایڈونچر ہمیشہ سے ہی پسند تھا شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ کبھی اس ایڈونچر میں ہارا جو نہیں تھا۔

New Era Magazine

انتہائی گھٹیا سوچ کے ساتھ مکروہ ہنسی ہنستا اب وہ people you may know کے آپشن کی طرف جا رہا تھا۔ مختلف آئڈیز سے گزرتا اوران میں گرلز آئیڈیز کو چیک کرتا کچھ خاص نہ ملتا تو بیک کر دیتا۔ کئی ائیڈیز کو ریجیکٹ کرتے اب وہ ایک ائیڈی پر کلک کر رہا تھا۔

1500 فرینڈز دیکھ کر وہ متاثر ہوا۔ وال چیک کرتا نیچے آیا تو ہر پکچر پر بہت سے لائکس کمنٹس تھے۔ کمنٹس پڑھے نائس زبردست کے بے شمار کمنٹس تھے۔ کئی ایڈیٹس دیکھتے اور کمنٹس چیک کرتے اسے پتہ چلا کہ یہ ساری ایک سے بڑھ کر ایڈیٹ کی گئی پکچر اس لڑکی نے خود بنائی ہیں۔

باتوں اور کمنٹس سے اندازہ ہوا کہ بوائزایڈ ضرور ہیں لیکن نہ انکے کمنٹ کا جواب دیا گیا نہ انہیں ٹیگ کیا گیا۔ یعنی بوائزالرجک۔

واؤ شیپ میں ہونٹوں کو گول کرتا وہ ریکوئسٹ سینڈ کر چکا تھا۔

****

ناشتے اور ناشتے کے برتن دھونے سے فارغ ہو کر مومل اسما بیگم کو بتا کر اپنے کمرے میں آگئی آتے ساتھ ہی موبائل اٹھایا اور ایف بھی آن کی۔عادت کے مطابق پہلے نیوز فیڈ زچیک کیں۔کل بنائی گئی ایڈیٹس پر ڈھیر سارے لائکس اور کمنٹس تھے مسکراتے لبوں کے ساتھ گرلز کمنٹس کا رپلائی دینے لگی۔اسکے بعد اسکی نظر فرینڈز ریکوئسٹ پر پڑی تو ایک نیو ریکوئسٹ دیکھ کر آپشن کلک کیا۔ریکوئسٹ بھیجنے والے کے نام پر نظر پڑی۔

افنان مصطفی۔

''ہمم کر لیتی ہوں ایکسپٹ۔مجھے تو بس اپنی ایڈیٹس پر کہیں دکھانا ہوتا ہے میں کونسا ان بوائز سے بات چیت کرتی یا انہیں رپلائی دیتی ہوں۔''ہر بار کی سوچ نے اس بار بھی اسکے ذہن پر پھیلاؤ کیا اور مومل عباس نے افنان مصطفی کی فرینڈز ریکوئسٹ ایکسپٹ کر لی۔

ایسا نہ تھا کہ مومل کے بوائز ریکوئسٹ قبول کر لینے پر ارتضیٰ نے کبھی اسے کچھ کہا نہ تھا۔ابتدا میں وہ اس سے پوچھتا تھا لیکن پھر ایک بار مومل نے اسے مطمئن کر دیا تھا یہ کہہ کر بھائی میں صرف انکی فری ڈر یکوئسٹ ایکسپٹ کرتی ہوں انہیں اپنا دوست تھوڑی بنا لیتی ہوں۔نا انہیں جواب دیتی ہوں نہ آئندہ کبھی دونگی سو آپ بلکل مطمئن رہیں میری طرف سے۔ان شاءاللہ ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ آپ کو یا بابا کو میری وجہ سے کبھی شرمندہ ہونا پڑے۔انشاللہ۔

ارتضیٰ اسکی بات سن کر مطمئن ہو گیا تھا۔

****

"واو نائس"

ابھی اس نے اگلی پکچر اپلوڈ ہی کی تھی کہ سب پہلے افنان کا کمنٹ آیا۔اس نے بس دیکھا اور آگے بڑھ گئی۔

’’میں نے آپ کو ریکوئسٹ صرف آپکی ایڈیٹس دیکھ کی سینڈ کی ہے کیا عمدہ ایڈیٹ کرتی ہیں آپ‘‘۔

اگلا کمنٹ اس نے ریڈ کیا پر نوا نی ریپلائی۔

اگلے چند دن اسی طرح چلتا رہا یہاں سے پوسٹ جاتی وہاں سے نائس اوسم ماشاءاللہ کے کمنٹس کے ساتھ ایک اور اضافی کوئی بھی میسج۔

رات گیارہ بجے کا وقت تھا مومل ہاتھ میں موبائل پکڑے کانوں میں ہینڈ فری لگائے نظم سن رہی تھی۔

مجھے فرقت میں رہ کر پھر وہ مکہ یاد آتا ہے..
وہ زم زم یاد آتا ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے..

جہاں جا کر میں سر رکھتا جہاں میں ہاتھ پھیلاتا..
وہ چوکھٹ یاد آتی ہے وہ پردہ یاد آتا ہے..

کبھی وہ دوڑ کر چلنا کبھی رُک رُک کے رہ جانا..
وہ چلنا یاد آتا ہے وہ نقشہ یاد آتا ہے..

کبھی وحشت میں آکر پھر صفا پر جا کے چھڑ جانا..
وہ مسعی یاد آتا ہے وہ مروہ یاد آتا ہے..

کبھی چکر لگانا حاجیوں کی صف میں اڑ بھڑ کر..
وہ دھکّے یاد آتے ہیں وہ رگڑا یاد آتا ہے..

New Era Magazine

کبھی پھر ان سے ہٹ کر دیکھنا کعبے کو حسرت سے..
وہ حسرت یاد آتی ہے وہ مزدہ یاد آتا ہے..

کبھی جانا منیٰ کو اور کبھی میدانِ عَرفہ کو..
وہ مجمع یاد آتا ہے وہ صحرا یاد آتا ہے..

وہ پتھر مارنا شیطان کو تکبیر پڑھ پڑھ کر..
وہ غوغا یاد آتا ہے وہ سودا یاد آتا ہے..

منیٰ میں لوٹ کر پھر میرا دنبہ کو ذبح کرنا..
وہ سنت یاد آتی ہے وہ فدیہ یاد آتا ہے..

وہ رخصت ہو کے میرا دیکھنا کعبے کو مڑ مڑ کر..
وہ منظر یاد آتا ہے وہ جلوہ یاد آتا ہے..

New Era Magazine

آنسو آنکھ سے جاری تھے۔دل تڑپ اٹھا تھا کہ میرے پیارے مولی کریم مجھے بھی اپنا گھر دیکھنا نصیب فرما۔مجھے بھی وہ زمزم نصیب فرما جو حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ کی یادگار ہے۔مجھے بھی وہ صفا و مروہ پر چلنا اور دوڑنا نصیب کیجئے جو حضرت حاجرہ کی بھاگ دوڑ کے بعد ہمارے لئے بابرکت ہوا۔اس وقت مومل کے دل میں بھی بلکل ویسی ہی شدید تڑپ تھی مکہ اور مدینہ دیکھنے کی جو ہر مسلمان ہر کلمہ گو کی اللہ کے گھر کا ذکر سننے کے بعد ہوتی ہے۔

کتنے ہی پل بیت گئے پر مومل اس ذکر سے وہاں کے جلوؤں کے تصوراتی خیال سے نکل نہ سکی۔سکوت تب ٹوٹا جب موبائل کی بپ ہوئی۔

کیا آپ مجھے ایڈیٹنگ سکھا دینگی۔"میسنجر پر میسج تھا افنان کا۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

New Era Magazine

"میں آپکا زیادہ وقت نہیں لونگا کافی کچھ مجھے بھی آتا ہے بس تھوڑی سی مہارت سیکھنی ہے جیسے آپکے پاس ہے ماشاءاللہ"

پھر میسج پڑھا پھر اگنور۔

"اوکے کوئی بات نہیں۔آپ شاید اس وقت بزی ہیں جب فری ہوں تو پلیز مجھے جواب ضرور دیجیئے گا"۔

مومل نے میسج پڑھا موبائل سائڈ میں رکھا اور سیدھی کروٹ لیکر سونے لیٹ گئی۔

****

اگلی صبح بھی عباس ہاؤس میں ہر صبح کی طرح پر رونق تھی۔نماز فجر ادا کر کے سب لوگ سو گئے تھے اور اب آٹھ بجے گھر کے سربراہان زوجین اور انکا لاڈلا سپوت بیدار ہو چکے تھے لیکن وہ ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔ارتضیٰ ناشتہ کر کے آفس کیلیئے نکل رہا تھا،عباس

صاحب باہر واک کیلئے جبکہ اسماء خاتون مومل کو اٹھانے اسکے کمرے کی طرف جا رہی تھیں۔

اسماء خاتون کے اٹھا کر جانے کے کچھ ہی دیر بعد وہ اٹھ گئی تھی۔اٹھتے ساتھ ہی دعا پڑھ کے آنکھیں مسلتے ہوئے اس نے اپنا موبائل اٹھایا۔

نوٹیفکیشنز چیک کرتے ہوئے اسکی نظر پڑی تو افنان کے چار میسجز مزید آئے ہوئے تھے۔

"میرا کچھ دن بعد ایک پراجیکٹ ہے آپ پلیز بس میری تھوڑی سی ہیلپ کر دیں مس مومل۔"

"مجھے بس ایک لوگو بنا دیں جو میں اپنی پراجیکٹس پکس اور ویڈیوز پر لگا سکوں پلیز"۔

مومل کا ذہن اسکے میسجز پڑھ کر سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے اسے واقعی ضرورت ہو۔ہمم کیا کروں کیا کروں۔ چلو بنا دیتی ہوں بس ایک لوگو ہی کی تو بات ہے۔نہیں نہیں کہیں

پھر یہ مزید بات چیت نہ شروع کر دے اور اگر ارتضیٰ بھائی کو پتہ لگ گیا تو وہ ناراض ہونگے چھوڑو۔

چونکہ افنان کے پاس اسکے میسجز ریڈ کرنے کا سائن شو ہو رہا تھا سو اسنے موقع دیکھتے ہی ایک اور میسج کیا۔

''مس مومل مجھے یہ پراجیکٹ پرسوں سبمٹ کروانا ہے میں باقی پکچرز اور ویڈیوز بنا رہا ہوں۔آپ پلیز میرا لوگو بنا دیں گی''۔

مومل نے میسج پڑھتے ہی بے دھیانی میں میسج ٹائپ کیا اور سینڈ کر دیا۔

''آپ کسی اور سے ہیلپ لے لیجیے''۔

دوسری طرف موجود افنان نے ایک زوردار قہقہہ لگایا تھا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ مچھلی جال میں پھنس رہی ہے۔

New Era Magazine

''فی الحال تو ابھی میرا کسی اور ایڈیٹر سے کانٹیکٹ نہیں۔اور پھر آپ بناتی بھی بہت اچھا ہیں اسی لئے آپ کو ڈسٹرب کیا۔آئی ایم رئیلی سوری اگر آپکو برا لگا تو۔میں کرتا ہوں کچھ نہ کچھ''۔

مومل ہونٹ کاٹتے کشمکش میں گھری بار بار اسکا میسج ریڈ کرتی پھر آخر کار نفس انسانی کمزور پڑا شیطان کا وسوسہ کامیاب ہوا اور شیطان ہر بار کی طرح اس بار بھی اس برے راستے کو نیک راستہ دکھانے میں کامیاب ہوا وہ ایسے کہ مومل نے سوچا مدد ہی تو کرنی ہے کسی کی اور جو ٹیلنٹ اپنے پاس ہو اسے دوسروں کی مدد کیلئے استعمال کرنا چاہئے چلو بس ایک لوگو بنا دیتی ہوں۔

''او کے میں آپکو لوگو بنا کر شام تم سینڈ کر دونگی لیکن پلیز اسکا ذکر آئی ڈی یا ٹائم لائن پر نہیں کیجئے گا وہاں اور بھی بوائز ایڈ ہیں پھر سب انباکس تک آئیں گے پلیز''۔مومل میسج بھیج کر اپنے ارد گرد اس طرح دیکھنے لگی جیسے اسے ڈر ہو کسی نے دیکھ تو نہیں لیا۔جیسے کسی چور کو چوری کرتے ہوئے پولیس کے دیکھنے کا ڈر ہوتا ہے جیسے کسی زانی کو زنا کرتے

ہوئے گھر والوں اور معاشرے کے دیکھ لینے کا ڈر ہوتا ہے جیسے کسی قاتل کو قتل کرتے ہوئے قانون کے دیکھ لینے کا ڈر ہوتا ہے جیسے ہر گناھگار کو گناہ کرتے ہوئے دنیا اور ارد گرد کے دیکھ لینے والوں کا ڈر ہوتا ایسے ہی اسے بھی ڈر لگا تھا کہ کہیں کسی غیر کو کسی لڑکے کو کسی نا محرم کو میسج کرتے ہوئے مجھے میرے ماں باپ میرے بھائی میری دوست سہیلیوں نے دیکھ تو نہیں لیا۔آہ اے انسان تو کتنا عجیب ہے تجھے خوف ہے تو ہر کسی کا خوف ہے تجھے ڈر ہے تو ہر آنکھ کے دیکھ لینے کا ڈر ہے۔پر تجھے اس کے دیکھ لینے کا ڈر نہیں جو خود اپنے بارے میں فرماتا ہے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ○

وہ آنکھوں کی خیانت

اور اور سینوں کی

پوشیدہ باتوں کو(خوب)جانتا ہے.(سورہ غافر:19)

وہ ذات جو سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر سیاہ چلنے والی چیونٹی کو بھی دیکھ لیتا ہے کیا وہ تمہاری یہ خیانتیں کیا وہ تمہارے یہ میسجز جو تم سب سے چھپا کر اسے کرتی ہو جس کو میسج کرنا

اگر تمہارے ماں باپ بہن بھائی کے علم میں لایا جائے تو گویا تمہاری زندگی میں ایک طوفان برپا ہو جائے آہ پیاری لڑکی تم اس دنیا کے طوفان سے ڈرتی ہو اور ان چیٹس کو اس بات چیت کو سب سے چھپا کر رکھتی ہو مگر وہ تو سب دیکھ رہا ہے نا۔ وہ جو پہاڑوں کی تہوں کے اندر موجود رائی کے دانے کو بھی دیکھ رہا ہے وہ جو ارحام میں موجود تین تہوں کے اندر پنپنے والے وجود کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے وہ جو سمندروں کے نیچے کہیں کسی گہری کھائی میں پڑے ایک سیپ میں موجود چمکنے والے ہیرے کو بھی دیکھ رہا کیا وہ باریک بین ذات تمہارے ان میسجز کو تمہاری اس کنورزیشن کو نہیں دیکھ رہا۔۔۔ آہ پیاری لڑکی تم کس بھول میں ہو۔

آنکھوں کی خیانت کو خدا دیکھ رہا ہے
مَن چاہی محبت کو خدا دیکھ رہا ہے

غیر محرم کے اِنبکس میں کیا بھیج رہی ہو
نیت کو شرارت کو خدا دیکھ رہا ہے

بھیا کہو، بھائی کہو، برادر کہو لیکن

بے نام سی رغبت کو خدا دیکھ رہا ہے

شائستگی دکھایئے، ناداں! مگر تیرے

مصنوعی شرافت کو خدا دیکھ رہا ہے

کب کس سے جینے مرنے کے وعدے کئے تُو نے

ہر ایک معصیت کو خدا دیکھ رہا ہے

****

شام ہوئی مومل نے وعدے کے مطابق ایک آفس ڈیزائن پر ''اے ایم'' کا لوگو بنا کر افنان کو سینڈ کر دیا۔ وہ پریشان ضرور تھی کہ اگر افنان نے اس بارے میں کسی کو بتا یا یا پھر کسی بھی طرح بھائی کو پتہ چل گیا تو کیا ہو گا لیکن ہر بار وہ خود کو تسلی دیکر مطمئن

کر دیتی کہ ان شاءاللہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میسج پہنچ چکا تھا اور دوسری طرف سے سین بھی کر لیا گیا تھا۔

افنان مصطفیٰ نے لو گو دیکھا اور کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئی کہنے لگا۔ ''ہائے بیچاری نے اتنی محنت کی۔ میں نے تو اس لو گو کا کچھ بھی نہیں کرنا خیر دیکھتے ہیں کتنے پانی میں ہے یہ شریف لڑکی''۔ وہ موبائل کو دیکھتے ہوئے یہ سب کہہ رہا تھا۔ ساتھ بیٹھے دوست نے پوچھا۔

''کون ہے گرو۔ لگتا ہے آج کل نیا پیس ڈھونڈا ہے پٹانے کو''۔ چونکہ شام کا وقت تھا اسی لئے دوستوں کے ساتھ ایک کیفے میں بیٹھا تھا۔ کافی دونوں دوستوں کیلیئے اسی کی طرف سے تھا باپ کے پیسوں پے عیش کرنے والا بندہ تھا اور پھر اس پر مزید شیخی بگھارنے کا شوق۔

''ہاں یار۔وہ سب پرانی ہو گئیں تھیں اور تجھے تو پتہ ہے مجھے کچھ نیا اور انوکھا کرنا پسند ہے اسی لئے نیو ٹرائی کر رہا ہوں''۔افنان نے ساتھ بیٹھے اشعر کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جو اب اسکے موبائل پر جھکا مومل کی چیٹس پڑھ رہا تھا۔

''شریف لگتی ہے۔مشکل ٹاسک ہے۔''اشعر نے کمینگی سے ایک آنکھ دبا کر کہا۔

''چلو اب تم دونوں کافی پیو میں ذرا اپنی نئی فرینڈ کو ٹائم دے دوں۔''افنان نے موبائل پر ٹائپنگ کرتے ہوئے کہا۔

'شکریہ مس مومل۔اب میں اسی لوگو کو اپنے پراجیکٹ پر یوز کرونگا۔بہت شکریہ آپکا۔'(ساتھ ایک اسمائلی ایموجی)۔افنان میسج سینڈ کر کے اب واٹس ایپ پر کسی اور سے بات چیت میں لگ چکا تھا۔

دوسری جانب مومل نے میسج دیکھا پر کوئی رپلائی نہ دیا۔وسوسے کی آمد ہوئی اور اس نے سوچا ایسے کوئی جواب نہ دینا اچھی بات نہیں چلو بس ایک ایموجی سینڈ کر دیتی

ہوں۔ایموجی سینڈ کیا اور ہینڈ فری کانوں میں لگانے لگی۔سورج غروب ہونے سے بس کچھ دیر پہلے کا ہی وقت تھا۔کچھ پرندے اپنے اپنے اشیانوں کی طرف واپس جا چکے تھے کچھ روانگی کیلیے اڑ رہے تھے جبکہ کچھ کھلے آسمان میں اڑنے کا مزہ ابھی کچھ وقت اور لینا چاہتے تھے۔آسمان کے کناروں سے سرخی اٹھنے لگی تھی اور یہ وہ وقت تھا جسے غروب آفتاب کا وقت کہا جاتا ہے شاید اس لئے کیونکہ اس وقت صرف سورج ہی غروب نہیں ہوتا بلکہ کائنات میں ایک اور دن غروب ہو جاتا ہے بنی نوع انسان کا ایک اور دن اسکی زندگی سے کم ہو جاتا ہے اسی لئے یہ وقت عموماً اداس سا گم سم سا ساکن سا وقت ہوتا ہے جب ہر کہیں خاموشی اور سکوت ہوتا ہے مصور بھی جب اس وقت کے منظر کو کینوس پر پینٹ کرتا ہے تو اسکی وہ مصوری اداسی بھری ہوتی ہے شاعر بھی جب اس وقت کو اپنی شاعری میں لکھتا ہے تو اسکا وہ شعر اداسی بھرا ہوتا ہے کیونکہ یہ سمایہ وقت ہمارے لئے یہ پیغام لاتا ہے کہ جیسے آج کا دن بھی اس ڈوبتے سورج کے ساتھ گزر گیا اسی طرح گزرتے دنوں کے ساتھ ایک دن ہمارے زندگی کا سورج بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے ڈوب جائیگا۔

New Era Magazine

مومل کانوں میں ہینڈ فری کو اچھی طرح سیٹ کر کے اب میوزک پلئیر میں اپنی کلیکشن دیکھ رہی تھی۔شام کے وقت زیادہ تر وہ یہی سنا کرتی تھی۔

موت آئی اور انسان کو اچک کر لے گئی۔۔

اقربا مجبور تھے،نادار چارہ ساز تھا۔۔

ہے وہی انجام تیرا جو تیرا آغاز تھا۔۔

خاک سے پیدا ہوا تو خاک میں مل جائیگا۔۔

مکمل توجہ سے ان الفاظ کو سن رہی تھی جب اسکے موبائل کی بپ ہوئی۔

"آپ نے یہ کس ایپ سے بنایا ہے"۔افنان مصطفیٰ کا اور میسج تھا۔

"میں نے کمپیوٹر پر سافٹ ویئر سے بنایا ہے۔"۔جواب فوراً دیدیا تھا کیونکہ کام کا ہی تو جواب دیا تھا نا کوئی فضول بات تھوڑی کی تھی آہ وسوسۂ ابلیس۔

"اوکے اوکے۔اگین تھینکس مس مومل۔"

"یہ دیکھئے یہ میں نے کچھ ایڈیٹس بنائے ہیں آپ چیک کریں پھر تھوڑا گائیڈ بھی کردیں"۔ساتھ میں کچھ پکچر کی اٹیچمننٹس بھی تھی۔

مومل نے ان تصویروں کو دیکھا اسے کوئی گربڑنہ لگی(ہوتی بھی کیسے مسٹر افنان مصطفیٰ نے وہ ایک آئی ٹی انجینئر کی وال سے کاپی کر کے یہاں سینڈ کی تھیں جو بنالو گو کے تھیں)۔

"جی ٹھیک ہیں بیسٹ ہیں۔رائٹ سائڈ پر لو گو فکس کرلیں باقی سب بیسٹ ہے"۔میسج جلدی سے سینڈ کر کے ساری کنورزیشن یہ سوچ کہ ڈیلیٹ کردی کہ اب نہیں کرو نگی آئندہ کبھی بھی میسج۔آہ انسان کیسے سمجھ لیتا ہے نا اتنی آسانی سے کہ اپنے کئے گئے گناہوں کا اپنی کی گئی خطاؤں کا ڈیٹا اگر اپنے پاس سے ڈیلیٹ کردیا تو کیا وہ رب کے سیو شدہ اکاؤنٹ سے بھی اتنی آسانی سے ڈیلیٹ ہو جائیگا۔نہیں اسکے پاس تو سب سیو ہے وہ رب فرماتا ہے نا۔

اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہو گا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو۔ (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے۔ اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ (سورہ کہف ۴۹)

رب العالمین فرما رہا ہے کہ وہ جو اعمال کی کتاب ہے ہم نے اس میں ہر چھوٹا بڑا ہر صغیرہ ہر کبیرہ سب لکھا ہے جو بھی ایک انسان اپنی زندگی میں چھوٹے سے چھوٹا اچھا یا برا عمل کر رہا ہے رب کونین وہ سب اس میں درج کر رہا ہے۔ یہاں جو لفظ صغیرہ ہے جس کے معنی ہیں ہر چھوٹی بات بھی اس کتاب اعمال میں لکھی جا رہی ہے مفسر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں "چھوٹے عمل سے مراد کسی کے گر جانے پر ہماری ہنسی کا نکل جانا ہے" اتنا چھوٹا عمل بھی ہمارا چھوڑ نہیں دیا جائیگا جب اس بے

ساختہ ہنسی کو ہمارا رب ہمارے اعمال کے رجسٹر میں لکھ رہا ہے تو بھلا ماں باپ کے ساتھ کی جانے والی خیانت کو وہ رب کیوں نہیں لکھ رہا ہو گا۔

اس شام افنان مصطفیٰ نے مومل عباس سے صرف اتنی بات کی وہ پرانا اور شاطر کھلاڑی تھا جانتا تھا معصوم عصمتوں کو شیشے کے پیرائے میں کیسے اتارنا ہے پھر کیسے ان سے کھیلنا ہے پھر کیسے انہیں چھوڑ دینا ہے۔

****

آج جمعہ تھا سورہ کہف کی تلاوت کرتے ہوئے ایک آیت اسے بہت اچھی لگی تو سوچا آج اسی پر پیاری سی ایڈیٹنگ کرے گی۔ تلاوت سے فارغ ہوتے ہی وہ لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ چکی تھی۔ میوزک پلیئر آن کیا نظم لگائی اور ایڈیٹنگ شروع کر دی۔ کام کے ساتھ ساتھ وہ اس آیت پر غور بھی کر رہی تھی۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا۔ (سورہ کہف 23)

اور ہر گز ہر گز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (سورہ کہف 24)

مگر ساتھ ہی ان شااللہ کہہ لینا۔

یہ آیات کریمہ اس موقع پر نازل ہوئیں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس اہل کتاب نے آکر تین چیزوں کے بارے میں سوال کیا تھا۔

1۔اصحاب کہف کے بارے میں۔

2۔ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں۔

3۔روح کے بارے میں۔

تو اس پر پیارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے جواب دیا تھا کہ کل بتاؤں گا۔آپ نے ان شاءاللہ نہیں کہا تھا تو اللہ رب العالمین کی طرف سے فوراً آپکی اصلاح کی گئی ہے کہ جب بھی یہ کہو کہ میں یہ کام کل کرونگا تو اسپر ان شاءاللہ کہنا نہ بھولا کرو۔ان شاءاللہ ایک طرح سے اس بات پر لگا یا گیا لاک ہے کہ میں بے شک یہ کام کل کرونگا لیکن اگر اللہ

نے چاہا تو۔یوں اگر وہ رب اس کام کو تم سے کروانا چاہیگا تو لازمی کروادیگا ورنہ اس کام سے تمہیں دور کردیا جائیگا۔

وہ سوچتے ہوئے آیت کا فونٹ چینج کررہی تھی جب دروازہ ناک ہوا۔اور ساتھ ہی ارتضیٰ کی آواز بھی آئی۔

''میرا آف ہے آج اور تم کمرے میں گھسی بیٹھی ہو۔چلو باہر آؤ ایک لڈو ہو جائے مما بابا بھی فری بیٹھے ہیں۔''

''جی جی بلکل میں ابھی آئی دومنٹ میں۔بس آپ لوگ ہارنے کیلیئے تیار ہو جائیں۔'' مومل نے بنائی ہوئی پکچر کو سیو کیا سسٹم شٹ ڈاؤن کیا اور کمرے سے باہر نکل آئی جہاں ارتضیٰ کھڑا اسکا انتظار کررہا تھا۔

مما بابا اور اپنے اکلوتے لاڈلے بھائی کے ساتھ لڈو کھیلتے وہ شہزادی جیسی لڑکی جو ابھی تک اپنے بابا کی شہزادی تھی بھائی کی گڑیا اور مما کی مومی لیکن بہت جلد وہ ان سب سے

دور ہو جائے گی نہ اسے خود معلوم تھا نہ باقی گھر کے مکینوں کو۔لڈو کے پانسے پھینکتی وہ ہمیشہ چھ آنے پر خوشی سے چلاتی تھی اور ساتھ ساتھ ارتضیٰ کو زبان نکال کر منہ چڑاتی۔ یہ چلانا یہ چڑانا کوئی چھین لیگا جلد یا بدیر کب، کون اور کیسے ابھی کوئی نہیں جانتا تھا۔

****

دوستوں کی محفل برخاست ہوئی تو وہ کلب سے اٹھ کر گھر کی طرف چل دیا۔موبائل اسٹینڈ پر اٹکائے کانوں میں ہینڈ فری لگائے وہ اپنی کسی پرانی گرل فرینڈ سے باتوں میں مصروف تھا۔ساتھ ساتھ گاڑی بھی چلا رہا تھا۔ویڈیو کال پر ایک حسینہ اپنے حسن کا غلط استعمال کرتی ایک مرد کو بہکانے کیلیئے پوری تیار تھی وہ ایک وقت میں اتنی لڑکیوں کے ساتھ اٹیچڈ تھا کہ کسی بھی وقت ممکن تھا کہ اس کے قدم مکمل طور پر راہ راست سے بھٹک جاتے لیکن ابھی تک وہ اس کام سے دور تھا کیونکہ اس دنیا میں ابھی ایک ایسا فرد موجود تھا جو اپنی ہر دعا میں اسکے بھٹکنے سے حفاظت کیلیئے دعا کرنا نہ بھولتا تھا۔اسی کی دعاؤں کا اثر تھا کہ وہ لاکھ خود چاہنے، دوستوں کے بہکانے اور صنفِ نازک کے خود بھی

تیار ہونے کے باوجود بار بار اس راہ کے قریب جاتا لیکن پھر کسی غیبی طاقت کے اثر سے واپس آجاتا۔

گھر کے گیٹ کے سامنے کار روک کر کال کٹ کی۔گارڈ نے گیٹ کھولا گاڑی پورچ تک لایا۔آج پھر ہمیشہ کی طرح مصطفی ولا خاموشی میں ڈوبا تھا یہ خاموشی پچھلے چار سال سے یہاں پر راج کر رہی تھی عجیب وحشت اور بے سکونی تھی اس خاموشی میں۔یہ سی ویو کے ساحل سے کچھ پہلے خیابان اتحاد کا ایک بڑا بنگلہ تھا گھر میں ہر چیز موجود تھی سوائے سکون،خوشی،رشتوں کی اپنائیت اور اپنوں کی محبت کے۔

وہ گاڑی لاک کر کے اندر آیا تو عجیب سی وحشت ہونے لگی دل چاہا واپس چلا جائے باہر کی رنگین دنیا میں دوستوں کے درمیاں یا پھر کسی کلب میں یا کسی لڑکی کے پاس لیکن اسکی طبیعت بڑی عجیب تھی اسے زیادہ وقت کسی بھی چیز میں سکون نہیں ملتا تھا۔گھر پر ہوتا تو اکیلا پن اور تنہائی کاٹتی جب کے وہ تنہا اس گھر میں نہیں رہتا تھا دو مکین اور تھے لیکن اس کے لئے انکا ہونا نا ہونا برابر تھا جس تیسرے مکین سے اسے محبت تھی وہ اب رہا نہیں تھا۔گھر میں رہتے رہتے اکتا جاتا تو باہر دوستوں کے پاس چلا جاتا لیکن جلد ہی

اس کی اندرونی طبیعت دوستوں کی قہقہے بھری محفل سے بھی اکتا جاتی پھر کسی لڑکی سے بات شروع کر دیتا لیکن اس کام میں بھی اس کو زیادہ وقت سکون نہیں ملتا اسی لئے آئے دن وہ ایک نئی لڑکی کو اپنی گرل فرینڈ بناتا محبت کے جھوٹے دعوے کرتا اور جب کسی سے دل بھر جاتا تو اسے چھوڑ اگلی کی تلاش شروع کر دیتا۔ غرض یہ کہ اسے کہیں سکون نہ تھا نہ قہقہوں میں، نہ تنہائیوں میں، نہ خاموشی میں نہ سب کے درمیاں نہ اکیلے اور ملتا بھی کیسے اسے ان جگہوں پر سکون۔ سکون جہاں تھا وہاں وہ کبھی گیا نہیں تھا سکون جس کے پاس تھا اس سے اس نے کبھی ملاقات ہی نہ کی سکون جس آواز میں تھا اسے کبھی اس نے توجہ سے سنا ہی نہیں تو بس بے سکونی، وحشتیں اور ذہنی خلفشار کے ساتھ افنان مصطفی کی زندگی کٹ رہی تھی۔

اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اپنے پیچھے اسے ایک اور گاڑی کے رکنے کی آواز آئی وہ جانتا تھا وہی ہونگے اوپر جانے لگا لیکن بس یونہی انہیں دیکھنے کیلیے رک گیا۔ ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر ایک ٹانگ موڑ دوسری ٹانگ سیدھی رکھ کر کھڑا آنے والے شخص کو دیکھ رہا تھا۔

New Era Magazine

''خیریت ہے سب۔آپکی طبیعت ٹھیک ہے افنان صاحب آج آپ ہمیں دیکھ کر رک کیوں گئے ویسے تو آپ ہم پر ایک نگاہ ڈالنا بھی پسند نہیں کرتے''۔ مصطفی صاحب نے اندر آکر میز پر اپنا موبائل اور کیز رکھتے ہوئے اسکے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔

وہ خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا پھر واپس مڑ کر کمرے کی طرف چل دیا۔کسی کی دی ہوئی تربیت اسے ہر بار ان سے بد تمیزی کرنے سے روک دیتی تھی۔

بنگلہ کے اوپری حصے میں دائیں ہاتھ پر اسکا کمرہ تھا جبکہ بائیں ہاتھ پر عتبہ کا کمرہ تھا۔کمرے میں داخل ہوں تو یہ ایک کمرہ نہیں بلکہ نایاب و نادر نمونوں کی دکان ضرور لگتی تھی۔ جس کی وجہ کمرے کے چاروں طرف مختلف ممالک کی تاریخی اشیاء کے ترتیب سے رکھے ماڈلز تھے۔ایفل ٹاور،اہرام مصر، گولڈن گیٹ برج، برج خلیفہ،تاج محل، ٹائکل،الحمبرا،پیساٹاور،ٹوکیوٹاور،لندن ائی،ماؤنٹ ایورسٹ، برج العرب،داوائٹ ہاؤس،پیٹروناس ٹوئن ٹاور،اسپیس نیڈل اور بہت سی جگہوں کے قیمتی نمونے اس کے کمرے کی چمک بڑھا رہے تھے۔وسط میں فل سائز بیڈ دیوار پر لگی ایل سی ڈی اور سب

New Era Magazine

سے بڑھ کر اس کمرے اور اس کمرے کے مکین کی سب سے محبوب چیز۔افنان مصطفی کا اسٹیریو۔ہر چیز بتاتی ہے کہ کمرہ کسی خاص کا ہے۔

وہ کمرے میں آیا اور اور آتے ہی اسٹیریو آن کیا۔ایک انگلش سانگ فل آواز میں گونجنے لگا ۔کانوں میں گانے کی آواز پڑی تو ساتھ ہی ایک لفظ کی بازگشت چاروں طرف سے سنائی دینے لگی۔

پگھلا ہوا سیسہ۔۔۔۔

پگھلا ہوا سیسہ۔۔۔۔۔۔

پگھلا ہوا سیسہ۔۔۔۔۔۔

وہ اسٹیریو کی آواز مزید تیز کرتا اپنے ضمیر سے اٹھتی آواز کو دبا گیا۔رحمان کے بندے کی آواز دب گئی شیطان کے چیلے کی آواز جیت گئی

****

اسلام علیکم یا حبیبی "جوں ہی کال ریسیو کی گئی کال کرنے والی نے فوراسلام کیا۔

"وعلیکم السلام یا حبیبتی سب خیریت ہے نا صبح سے اتنی کالز کیا بات ہے بھئی" وہ

حیران ہوا کیونکہ وہ اسے اس کے جاب پر نکل جانے بعد کم کم ہی یوں تنگ کرتی تھی۔

"جی خیریت تو سب ہے بس آپ مجھے یاد آرہے تھے اسی لئے سوچا آپکو کال کرلوں حبیبی

"اس کی آواز میں گھلی محبت اور خوشی موبائل کے اس پار باآسانی محسوس کی جاسکتی

تھی۔

"لاحول لڑکی ایک ذرا یاد آنے پر آپ نے مجھے اتنا تنگ کردیا۔ سات کالز اور سات میسجز

لاحول۔" تعداد پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"ہمم اس سات کے ہندسے پر غور کیجئے نا۔ سات کالز اور سات ہی میسج کیوں حبیبی۔

غور تو کیجئے ویسے بھی تفکر میں آپ ماہر ہیں" وہ ہونٹوں

کے کنارے کو دانتوں تلے دباتے ہوئے بولی۔

"یار اب آپکی یہ پہیلیاں بوجھنے کے لیے تو لمبا ٹائم چاہیے جو فی الحال ابھی ہے نہیں زوجتی

"وہ جانتا تھا اسکی مصروفیت کا سن کر اسکا دل تو ٹوٹے گا لیکن اس کے بغیر وہ شاید ایک

گھنٹے سے پہلے کال نہیں کاٹے گی۔

"آپ بہت برے ہیں عابر۔ آپ جب اپنی سیکنڈ وائف کے پاس ہوتے ہیں تو یوں ہی

میرا دل توڑ دیتے ہیں۔ میں خود ہی بتا دیتی ہوں زوجی سیون منتھ اسٹارٹ ہو گیا ہے

New Era Magazine

الحمدللہ۔اسی لئے سیون کالز سیون میسجز "وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔زندگی سے بھرپور مسکراہٹ۔

"اووواب سمجھا میں۔ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔اللہ تعالٰی یہ چند دن بھی جلدی سے خیر کے ساتھ گزر جائیں آمین۔پھر آپ مما میں بابا "وہ خود کو تصور کی آنکھ سے ایک باپ کے روپ میں دیکھ رہا تھا۔

"ان شاءاللہ ان شاءاللہ۔بس یہی بتانا تھا اب آپ جائیں سیکنڈ وائف کے پاس لیکن جانے سے پہلے کچھ کہتے تو جائیں "وہ گلنار چہرہ لئے اپنی بات کے آخر میں کھلکھلا اٹھی تھی۔

"انا احبک فی اللہ یاز وجتی "وہ جذب سے اپنی محبت کا اظہار اپنی نصف بہتر سے کر رہا تھا۔

"وایاک منے کے ابا اللہ حافظ "اسے معلوم تھا یہ خطاب عابر کو بلکل اچھا نہیں لگتا۔ کال کٹ گئی تھی اور وہ موبائل کو گھورتا ہوا ہنس پڑا۔

''اسلام علیکم ''۔وہ کچن میں امی کے ساتھ مل کر موسم انجوئے کرنے کیلئے پکوڑے وغیرہ بنا رہی تھی۔جب سلیپ پر رکھا اسکا موبائل وائبریٹ کیا۔اسنے موبائل اٹھایا تو میسنجر پر افنان کا میسج تھا۔اس نے چور نظروں سے ماں کو دیکھا اور میسج ڈیلیٹ کر کے دوبارہ کام میں لگ گئی۔

''ایسے اچھے موسم میں اللہ کی نعمتوں کا کتنا شکر ادا کرنے کو جی چاہتا ہے۔''اگلا میسج

مومل نے میسج پڑھا تو اسے بھی اللہ کی اس عظیم نعمت کا احساس ہوا کہ واقعتاً بارش خداوند باری تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے یہ نہ برسے تو گویا ایک نعمت کبریا ہم سے چھین لی جائے۔وہ اسکے میسج سے ایک انوکھے احساس میں گھر گئی تھی۔

''ہر کوئی اس بارش کے برسنے پر خوش ہو جاتا ہے بچہ ہو یا بوڑھا سب اپنے دکھ درد بھول کر بس بارش کے مزے میں گم ہو جاتے ہیں''۔افنان ترپ کے پتے پھینکنے کا فن خوب جانتا تھا۔وہ اس کھیل کا ماہر کھلاڑی تھا اسے معلوم تھا کس شکاری کیلئے کیسا جال

پھینکنا ہے کس کو دولت کی دھاک سے قابو کرنا، کس کو پیار و محبت کی باتوں سے، کس کو ہمدردی کے چند بولوں سے تو کس کو اچھی اور دین کی باتوں سے اپنا گرویدہ بنانا ہے۔

یہ کام بلکل ایسا ہی ہے جیسے شیطان نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے مہلت دے کہ پھر میں ان کے آگے سے آکر انہیں بہکاؤنگا اور انکے پیچھے سے بھی انکے دائیں سے بھی اور انکے بائیں سے بھی۔ شیطان آگے سے آتا ہے اور ہمیں مستقبل کے سہانے خوابوں میں الجھا کر دنیا کی عیش و عشرت میں گم کر دیتا ہے وہ پیچھے سے آتا ہے ماضی میں کی جانے والی غلطیوں کو بڑھا کر پیش کرتا ہے اور ورغلاتا ہے کہ بھلا تم کیسے اچھے اور نیک انسان بن سکتے ہو تم تو بہت بڑے گناہگار ہو وہ دائیں سے آتا ہے مستیوں میں رنگینیوں میں بے حیائی میں گم کر دیتا ہے وہ بائیں سے آتا ہے ہر نیکی چھین کر بدی کو ہمارا ہمزاد بنا دیتا ہے گو یا وہ کوئی راہ چھوڑتا ہی نہیں تمہارے لئے۔ ہاں اگر کوئی راستہ ہے جس کے سالک بن کر تم ان ڈگمگاتے اونچے نیچے راستوں سے بچ سکتے ہو تو وہ "صراط مستقیم" ہے۔

New Era Magazine

مومل میسجز پڑھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ مسکرا بھی رہی تھی۔ حیران تھی کہ آج کے دور میں بھی کوئی اتنی اچھی باتیں کر سکتا ہے۔

"آپکو بارش کیسی لگتی ہے مس مومل" میسج سوالیہ تھا ہمم سوال تو سبکو مجبور کرتا ہے جواب دینے کے لیے۔ اس نے بھی دیدیا مجبور جو ٹھہری۔ دل کے ہاتھوں ہاں دل پلٹ رہا تھا۔

کیا دل پلٹتا بھی ہے؟
بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ دل پلٹتا ہے۔
خاتم النبیین فرماتے ہیں:
بنی آدم کے دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کے مانند ہے وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پلٹ دیتا ہے
پھر آپ نے یہ دعا فرمائی:
اللّٰھُمَّ مصَرِّفَ القُلُوبِ صَرِّفْ قُلوبَنا عَلَی طَاعَتِکَ

New Era Magazine

اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔

(صحیح مسلم)

"جی سب کی طرح بارش مجھے بھی اچھی لگتی ہے" ایک پکوڑہ پلیٹ میں سے اٹھا کر وہ موبائل پر نظر جمائے کچن سے باہر نکل آئی اور اب رخ چھت کی جانب تھا جہاں بارش کے بعد کا منظر اجلا اجلا تھا۔ چمکتا نیلا آسمان، صاف ستھرے ہرے بھرے درخت، بارش کے بعد مٹی سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو، ہاتھ میں بارش کا موسمی پکوان اور ساتھ صنف مخالف کے دل میں اترتے میسج۔

خوش ہونے کیلئے اور کیا چاہیے تھا اسی لئے وہ خوش تھی۔

"اچھا پھر کیسے انجوائے کرتیں ہیں آپ اس موسم کو"

New Era Magazine

پھر سوال۔

"کچھ خاص نہیں بس امی کے ساتھ پکوڑے بنوا کر اور پھر کھا کر" بات سے بات نکلی۔

"امی کے ہاتھ کے پکوڑے واہ واہ"

"کیوں؟ کیا آپ نے نہیں کھائے کبھی"

" کھائے ہیں کھائے ہیں جبھی تو تعریفی انداز میں واہ واہ کہا" کم از کم وہ خود کو اتنا پاگل نہیں سمجھتا تھا کہ ہر ایری غیری لڑکی سے اپنا خالی پن بیان کر سکے یہ حق تو صرف ایک عورت ذات کو دیا تھا اس نے اب وہ نہیں رہی تو اسے کوئی اور عورت ذات اعتبار کے قابل نہیں لگتی بلکہ اب تو وہ ہر لڑکی کو محض دل لگی کے لئے استعمال کرتا تھا۔

"اور کیا کرتی ہیں آپ" اب وہ میسج کرتے کرتے کمرے سے باہر لاونج میں آگیا تھا جہاں عتبہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی لنچ کر رہی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں تو اس کے چہرے پر

سرد مہری کی ایک لہر آئی البتہ عتبہ اسے لنچ کیلئے بلانا چاہتی تھی لیکن وہ اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی اسے اگنور کرتا باہر نکل گیا۔

اب موبائل پر مصروف دونوں نفوس باتوں میں لگ کر موسم سرما بھول چکے تھے اب تو اپنی باتیں تھیں دل لگی کی شروعات تھی۔ یہاں بھی اور اب وہاں بھی۔

××××××××××××××××××××××××××××

شہر کی معروف یونیورسٹی کے داخلی دروازے سے مسلسل طالبات اور طالب علموں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد کلاسز کا آغاز ہوا۔ تھرڈ ائیر کے اسٹوڈنٹس اپنے اگلے پیریڈ کے لئے سر حسین کے منتظر تھے چونکہ نئے سیمسٹر کا۔آغاز تھا سو اسی لحاظ سے آج تھرڈ ائیر کا تھرڈ ڈے تھا۔ پہلا دن مضامین اور اساتذہ کی تعارفی کلاس میں گزر گیا اور دوسرا دن اسٹوڈنٹس کے تعارف میں لیکن ان دو دنوں میں ہی سر حسین اپنی نرم مزاجی، اپنائیت بھرے انداز اور اچھے اخلاق کی وجہ سے ہر کلاس کی طرح اس کلاس کے ہر اسٹوڈنٹ کے دل میں اپنی جگہ بنا چکے تھے۔

"السلام علیکم کلاس کیسے ہیں آپ سب" نگاہ طائرانہ نے سبکو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"وعلیکم السلام آل فائن سر۔۔۔"اسٹوڈنٹس نے جواب دیا سر حسین مسکرائے۔انکی پر خلوص مسکراہٹ ہر ایک کیلیئے مسکراہٹ کا پیغام کھینچ کھینچ لاتی تھی۔

"ہممم تو دودن کیسے رہے آپکے؟بہترین استاد سوال کرتا ہے سوال سے ہر طالب علم کو اپنی جانب متوجہ کرتا ہے وہ سوال حال احوال کا بھی ہو سکتا ہے اور اسکے علاوہ بھی۔

"زبردست سر"

"چلیں گڈ یہ تو اچھی بات ہے کہ آپکو ہمارے اس علمی گلشن میں دودن اچھے لگے آگے بھی امید ہے یہ سفر اچھا رہیگا چونکہ میں آپکو انگلش پڑھاونگا سو ہمارا انگلش کا جو سلیبس ہے وہ ان شاءاللہ ہم اگر آج نہ بھی پڑھیں یا اپنے ایک گھنٹے کے مخصوص وقت میں سے

کچھ وقت انگلش کو ہٹا کر کچھ سیکھ لینگے تب بھی ان شاءاللہ ذیر ہمارا سلیبس مکمل ہو جائیگا ۔ تو آج میں آپکو بتاؤنگا جب کوئی پوچھے کیسے ہیں تو کیا کہنا چاہیئے۔"

سر حسین جو پوری یونی میں اپنی دین داری کی وجہ سے مشہور تھے ہر ایک کیلئے ایک انسپائریشن تھے وہ صرف کلاس میں آکر طالب علموں کو سلام نہیں کرتے تھے یونی میں جس جگہ سے گزرتے سلام کو پھیلاتے جاتے ہر ایک ان کے اچھے اخلاق کی وجہ سے انکا گرویدہ تھا۔وہ یونی میں بہت سے لوگوں کے آئڈیل تھے اور انکا آئڈیل صرف ایک ذات تھی مجسم اخلاق حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم۔وہ ذات صرف قولی طور پر ان کی آئڈیل نہ تھی بلکہ انکا ایک ایک عمل اپنے نبی کے قول و فعل کے مطابق تھا۔

پر نور چہرہ۔

غض بصر۔

بڑوں کا ادب چھوٹوں پر شفقت۔

بہترین با عمل معلم۔

چہرے پر موجود داڑھی کا مزید پر نور بنانا۔

"جی اگر آپ سے کوئی آپکا حال پوچھے تو اسے جسٹ یہ نہ کہیں آئی ایم فائن، میں ٹھیک ہوں کہیں یہ بھی کہیں لیکن اگر آپ ٹھیک ہیں خوشحال ہیں تو پہلے اسکا شکر ادا کیجئے جس کی رحمت کی بدولت آپ ٹھیک ہیں "الحمدللہ" کہیں وہ ذات باری تعالٰی حق رکھتی ہے کہ ہم بار بار اسکا شکر ادا کریں۔ وہ نہ چاہتا وہ نہ رکھتا تو کیا ہم ٹھیک حالوں میں ہوتے نہیں یہ اسکی چاہت ہے کہ میں اور آپ فٹ اینڈ فاٹ ہیں۔" وہ اپنے نرم لہجے میں گویا تھے اور ساری کلاس خاموشی سے سن رہی تھی۔

"اور پھر آپ دیکھیں یہ تو دنیا کا اصول ہے نا کہ ہر وہ شخص جو کسی دوسرے پر احسان کر رہا ہو کسی کی مدد کر رہا ہو کسی کے ساتھ رحم کا معاملہ کر رہا ہو وہ بھی چاہتا ہے کہ اسکا شکریہ ادا کیا جائے فقط ایک لفظ تشکر سامنے والے کو خوش کر دیتا ہے وہ خوش ہو جاتا ہے اور مزید عنایتیں کرنے پر آجاتا ہے تو کیا وہ ذات اقدس جس نے ہم پر سب سے زیادہ عنایتیں کیں ہیں جو ہم پر سب سے زیادہ رحیم ہے جس کی کرم نوازیوں کی کوئی حد نہیں کیا وہ نہیں چاہتا ہو گا کہ ہم اسکا شکر ادا کریں لفظاً بھی اور عملاً بھی۔"

چوتھی رو میں بیٹھے یاسر نے ہاتھ بلند کیا گویا کوئی سوال کرنا چاہتا ہو۔

"سر وہ تو بے نیاز ہے پھر وہ ہم سے شکر کیوں چاہیگا اسے بھلا ہمارے شکر کی کیا ضرورت وہ تو اسکے بغیر بھی دیتا ہے"

"اچھا سوال ہے یاسر اور مجھے خوشی ہوگی اگر آپ لوگ اسی طرح مجھ سے سوال کرتے رہینگے۔ وہ چاہتا ہے یاسر کہ اسکا بندہ بار بار اسکا شکر ادا کرے جبھی تو اس نے کلام پاک کی ابتدا ہی لفظ شکر سے کی ہے۔

سورہ فاتحہ کی پہلی آیت ہمیں کیا سکھاتی ہے۔

الحمدللہ رب العالمین۔

تمام تعریفیں تمام حمد تمام شکر یہ کلمات اس اللہ واحد کیلیئے جو تمام جہانوں کا واحد رب ہے۔

اس نے اپنے پاک کلام کی ابتدا ہی اپنے شکر سے کی ہے۔ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ اس کلام کا پڑھنا، سننا ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا اسی لئے وہ فرما رہا ہے شکر کرو میرا کہ میری رحمت کی بدولت تم دنیا کی سب سے سچی کتاب کو پڑھنے کے لائق ہوئے ہو۔

پھر سورہ ابراہیم کی آیت نمبر سات میں وہ رب العالمین دوبارہ فرماتا ہے۔

اگر تم شکر ادا کروگے تو تمہیں اور زیادہ دیا جائیگا (سورہ ابراہیم 7)

مزید در مزید ہم سب ہی کی چاہت ہے کہیں آکر رکتی نہیں ہماری خواہش۔ بس سمپل سے فارمولا ہے زیادہ زیادہ اور زیادہ پانے کا شکر کرتے جائیں اسکا وہ جس چیز میں خیر چاہیگا آپکو دیتا جائیگا۔

علم پر شکر ادا کریں گے علم ملیگا۔
رزق پر شکر ادا کریں گے رزق ملیگا۔
محبتوں پر شکر ادا کریں گے محبتیں ملیں گی۔

غرض یہ کہ اس فارمولے کو اپنا لیں شکر کرتے جاؤ پلس پلس پلس لیتے جاو۔

"سر اگر اب دن میں دس بار کسی نئے شخص سے ملاقات ہو اور وہ پوچھے کیسے ہو تو کیا اب ہر بار الحمدللہ بولیں آئی مین از اٹ مسٹ؟" دوسری سیٹ پر بیٹھے حارث نے سوال کیا۔

"الحمدللہ کہنے میں کیا پیسے لگتے ہیں یا پھر آپکے موبائل سے بیلنس کی کٹوتی ہوتی ہے پروفیسر حارث صاحب" وہ اپنے تمام شاگردوں سے حس مزاح میں مشہور تھے۔ وجہ کچھ جوان بھی تھے عمر کی تیسری پیڑھی میں تھے دوسری وجہ زندگی کا ہر سکھ اللہ نے انہیں دیا تھا ماں باپ، اچھی جاب، اور سب سے بڑھ کر دین کی راہ پر گامزنی وہ اندر تک خود بھی پر سکون تھے اور دوسروں میں بھی یہی سکون پھیلانا چاہتے تھے۔

"اس بات کیلئے میں آپ کو ایک ایسے شخص کی مثال دونگا جو اس دنیا کے سب سے کامل ترین شخص تھے۔ حدیث عائشہ ہمیں بتاتی ہے کہ آپ کے شوہر مبارک ساری ساری رات سجدے میں رہ کر اللہ کا شکر ادا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپکے پاؤں سوج جاتے جب ان سے کہا جاتا آپ کیوں اتنا بیقرار ہیں کیا آپکے رب نے آپکو بخش نہیں دیا تو وہ فرماتے:

افلا اکون عبدا شکورا.

تو کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (صحیح بخاری).

جانتے ہیں میں کس عظیم شخصیت کی بات کر رہا ہوں؟"

سب نے یک زبان ہو کر کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

"جی بلکل جب وہ ہر گناہ سے پاک ہو کر بھی ساری رات اپنے رب کا شکر ادا کیا کرتے تھے تو ہم پر تو ان سے زیادہ واجب ہے کہ اپنے رب کا شکر ادا کریں۔" مسکرا کر حارث

کو دیکھا جس نے اثبات میں سر ہلایا ابھی وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے جب فورتھ لاسٹ رو میں بیٹھی ایک لڑکی کا ہاتھ بلند ہوا۔

"سر مے آئی آسک آ کوئسچن ؟" جینز پر لانگ شرٹ پہنے گلے میں دوپٹہ ڈالے وہ کھڑی ہوئی۔

"یس شیور"

"سر جس کے پاس کچھ ہو ہی نا جو ہر چیز ہر خوشی ہر احساس سے محروم ہو وہ کس بات پر شکر ادا کرے کیوں کرے اور کیسے کرے ؟" اسکے سوال پر جہاں سر حسین نے اسے چونک کر دیکھا وہیں ساتھ اسٹوڈنٹس بھی اسکی سمت گھوم گئے کچھ اسٹوڈنٹس جنھوں نے صبح اسے آتے دیکھا تھا آپس میں کھسر پسر کرنے لگے۔

"کیا نام ہے آپکا۔ مجھے شاید یاد نہیں یا غالباً آپ کل تھیں نہیں ؟" وہ کوشش کرتے تھے کہ انہیں اسٹوڈنٹس کے نام یاد رہیں۔

"جی سر عتبہ مصطفیٰ نام ہے میرا"

"ماشاءاللہ بہت پیارا اور یونیک نیم ہے عتبہ۔ بیٹھ جائیے آپ۔ اچھا مجھے یہ بتائیں عتبہ آپ صبح کس طرح یونی آئیں تھیں آئی مین واک کر کے، کیب سے، آٹو سے یا اپنی کنوینس سے۔" وہ اسے اسکے سوال کا جواب اسی کی کنڈیشن سے دینا چاہتے تھے انسان اسی سے سیکھ سکتا ہے جس حالت میں وہ خود ہو۔ امیر کو غریب کی مثال سے سمجھائیں گے وہ نہیں مانیگا غریب کے سامنے امیر کو مثالی پیش کرینگے وہ کان ہی نہیں دھریگا۔ سکھانا چاہتے ہیں تو سامنے والے کو اسکے معیار پر رکھ کر سکھائیں۔

"سر اپنی کار ہے میرے پاس" عتبہ نے پر اعتمادی سے جواب دیا جو اسکی طبیعت کا خاصہ تھی۔

"ماشاءاللہ عتبہ آپکے پاس اپنی پرسنل کار ہے۔ یہاں پر سب کے پاس نہیں ہے اپنی کار ہونے کا مطلب آپ کے پاس اپنا گھر اپنی زمین اپنی چھت سب کچھ ہے۔ یہ سب کچھ

سب کے پاس نہیں ہوتا عتبہ تو کیا آپکو اس پر اللہ کا شکر نہیں ادا کرنا چاہیے۔آپکو صبح یہاں کے بہت سے اسٹوڈنٹس کی طرح کیب کا ویٹ نہیں کرنا پڑتا بہت سی باقی لڑکیوں کی طرح آٹو آپکے گھر آکر ہارن نہیں دیتا کیا یہ شکر کیلیئے بہت بڑی وجہ نہیں ہے۔"سر حسین نے آبرو آچکا کر سوالیہ انداز میں عتبہ کی طرف دیکھا لیکن اسکے جواب دینے سے پہلے بات کو جاری رکھا۔

کیا آپ میں سے کسی نے "دا میجک "پڑھی ہے۔رہونڈا بائرن کی کتاب دا میجک۔" شاگردوں کے نفی میں سر ہلانے پر انہوں نے بات کو جاری رکھا۔

"نہیں پڑھی یعنی آپ کتابیں نہیں پڑھتے ؟پڑھا کریں کتابیں بہترین دوست ہوتیں ہیں ایک اچھی کتاب ہمیشہ زندگی میں کم از کم ایک مثبت پہلو ضرور لاتی ہے یا کم از کم ایک منفی عادت ضرور ختم کرتی ہے۔دا میجک نام سے لگتا ہے کوئی جادوئی اسباق یا جادوئی کہانیوں کی کتاب ہے۔ہاں بلکل اس میں سب سے بڑے جادو سب سے بڑے میجک کا ذکر ہے ایسا میجک جس سے چیزیں ایک سے دو،دو سے تین اور تین سے چار

ہوتی جاتی ہیں جانتے ہیں رہونڈا نے یہ پوری کتاب ایک میجک پر لکھی ہے "دا میجک شکر گزاری"۔ رہونڈا نے دنیا کے ایک بڑے میجک کا ذکر کیا ہے جو شکر گزاری ہے وہ اپنی کتاب کا آغاز اسی آیت سے کرتیں ہیں جو میں نے ابھی آپکے سامنے پڑھی کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ دونگا۔ رہونڈا مسلم عورت نہیں لیکن کتاب کے آغاز میں میجک کا سب سے بڑا ثبوت اللہ کی آیت کو بنایا ہے۔ وہ لکھتی ہیں اے انسان تمہیں ہر ایک چیز پر شکر ادا کرنا چاہیے شیشہ دیکھو غور کرو اپنی آنکھوں پر کہ تم دیکھ سکتے ہو اگر تم دیکھنے کا قابل نہ ہوتے تو؟ لہذا شکر ادا کرو اپنی آنکھوں پر شکر ادا کرو اپنی سماعت کے درست ہونے پر شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں گویائی دی ہے شکر ادا کرو کہ تم چل سکتے ہو شکر ادا کرو کہ تمہارے ہاتھ کام کر سکتے ہیں تمہیں کسی بھی چیز کیلئے کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑتا وہ لکھتی ہیں اے انسان تمہیں تو اپنی ہر آتی جاتی سانس پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے جو بنا کسی طلب کے تمہیں سانس دے رہا ہے۔ دا میجک کی رائٹر نے اس فارمولے کو مزید سے مزید پانے کا سب سے بڑا میجک بتایا ہے۔

اور دیکھیں تو ذرا دلیل کس کا قول رکھا خزانوں کے مالک کا قول۔ کسی انسان کی بات نہیں۔ اسکی بات ہے جو ہمیں آسمانوں اور زمینوں کے برابر دیئے جائے دیئے جائے پھر

بھی اسکے خزانوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی کمی نہ آئے۔یقین رکھیں اس کے وعدے پر وہ دیگا۔شرط بس ایک ہے۔

جو رہونڈا بائرن نے بتائی ہے۔"دا میجک شکر گزاری"

کتابیں تو لاکھوں بھری پڑی ہیں اس جہان میں لیکن بہت کم کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن کا لکھا ایک ایک لفظ آپکی زندگی پر بہت اچھے اثرات چھوڑ جاتا ہے۔

میری پسندیدہ کتابوں میں سے ایک کتاب "لا تحزن" یہ کتاب اردو، انگلش اور عربی تینوں زبانوں میں موجود ہے۔

لا تحزن۔

ڈونٹ بی سیڈ۔

غم نہ کرو۔

New Era Magazine

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر عائض القرنی ہیں جنھوں نے بہت خوبصورتی سے اس کتاب کو لکھا ہے۔یوں سمجھئے موتیوں کی مالا ہے جسے انہوں نے ایک لڑی میں پرویا ہے۔

وہ لکھتے ہیں شکر گزاری کے بارے میں۔پوری دنیا آپکے پاس ہے اور آپکو احساس ہی نہیں آپ تو زندگی کے مالک ہیں لیکن آپکو اسکا شعور نہیں۔آپکے پاس آنکھیں ہیں زبان ہیں دو ہونٹ ہیں دو ہاتھ دو پیر سب کچھ تو ہے آپکے پاس پھر بھلا شکر کیلیۓ اور کیا چاہیے۔کتنے انعامات ہیں جن سے آپ لطف اندوز ہو رہے ہیں لیکن آپ کو اسکا ادراک نہیں۔ایک جملہ تو مجھے انکا حفظ ہو گیا ہے وہ لکھتے ہیں جو نہیں ہے اسکے بارے میں سوچتے ہیں جو موجود ہے اسکا شکریہ ادا نہیں کرتے. سورہ رحمن تو سب ہی نے پڑھی ہو گی نا۔اب ایک بار گھر جا کر ترجمہ کے ساتھ پڑھئیگا۔وہ جو بار بار فرماتا ہے نا"تم میری کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے"جب ترجمہ پڑھیں گے نعمتیں دیکھیں گے تو خود شکر نکلیگا ان شاءاللہ۔"سر حسین نے بات مکمل کر کے عتبہ کی طرف دیکھا۔

"جی عتبہ اب بھی آپ کہیں گی کہ شکر کیوں ادا کیا جاۓ؟"

"سر یعنی آپ چاہتے ہیں کہ میں اس دولت پر اللہ کا شکر ادا کروں تاکہ وہ مجھے یہ مزید دے نہیں سر نہیں۔۔۔ مجھے یہ مزید تو کیا یہ دولت بھی نہیں چاہئے اس دولت کا میں شکر ادا کیوں کروں جس دولت کی وجہ سے میرے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں" آواز لہجہ بات سب تلخ ہو گیا تھا بات بہت کھری تھی لیکن اسکا لہجہ اب بھی اپنی بات پر ڈٹے رہنے والا تھا کہ وہ کیوں شکر ادا کرے۔

سر حسین نے جواب دینے کیلئے کچھ کہنا ہی چاہا تھا جب وہ دوبارہ خود گویا ہوئی۔

"سوری مجھے یہاں خود کو ڈسکس نہیں کرنا۔ وہ تو بس یونہی کہہ گئی ورنہ میں سب کے سامنے اپنے پرابلمز کا ذکر پسند نہیں کرتی آپ کوئی اور بات کر سکتے ہیں سر۔ لیومائی کوئسچن۔" اب تلخی کے ساتھ خود سے بیزاری بھی نمایاں تھی۔

"اگر آپ چاہتیں تو میں آپ کو جواب دیکر ضرور ریلیکس کر سکتا تھا لیکن میں سمجھ سکتا ہوں مجھے بھی نہیں پسند خود کو موضوع گفتگو بنانا" وہ چاہتے تو اسکے انکار کے باوجود

اپنے دلائل کے ساتھ جواب دیکر اسے قائل کر سکتے تھے لیکن سر حسین کا اسلوب سامنے والے کو قائل کرنا نہیں بلکہ مطمئن اور پر سکون کرنا تھا اور عتبہ ابھی اطمینان نہیں چاہتی تھی جب وہ خود دل سے اس مسئلہ کا حل چاہیگی تب ہی وہ اسے جواب دینگے ۔یہ انہوں نے سوچ لیا تھا۔

"او کے اسی کے ساتھ مجھے اجازت دیجئے اپنا خیال رکھئے گا تمام لوگ۔ مجھے یقین ہے میری اتنی کوشش کے بعد ان شاءاللہ آپ شکر ادا کرنا سیکھ گئے ہوں گے اگر ابھی نہیں سیکھے تو ہم اگلی کلاس مزید اس پر ڈسکشن کریں گے میں چاہتا ہوں مجھ سے میری ذات سے آپ لوگ کم از کم ایک چیز تو سیکھ ہی جائیں۔ کیا خیال ہے پھر شاہینو!"

"جی سر ایک کلاس اور پلیز اس ٹاپک پر۔ تھوڑی اور ڈیٹیل تاکہ ہم نا صرف خود شکر سیکھ جائیں بلکہ سکھانے والے بھی بن جائیں اینڈ تھینکس سر تھینکس آلوٹ" ااٹوٹکی طرف سے جواب سن کر سر حسین مسکرادئے اور انہیں سلام کرتے باہر نکل گئے۔

انکے جاتے ہی تمام اسٹوڈنٹس انکی تعریف میں رطب اللسان ہو چکے تھے سب ہی باتوں میں مشغول تھے سوائے اسکے وہ ابھی تک اس جگہ کو تک رہی تھی جہاں سر حسین کھڑے تھے۔ان کا بولنا ان کا مسکرانا گویا اسکے ذہن کے پردے پر چپک کر رہ گیا تھا اور کیوں نہ چپکتا آج سے پہلے اسے ایسی گفتگو ایسا سمجھانے والا ملا ہی کب تھا جو ملا تھا وہ اب تھا نہیں۔

++++++++++++++++++++++++++

آج ڈنر پر عتبہ اور مصطفٰی صاحب ہی موجود تھے افنان کم ہی ان کے ساتھ شامل ہوتا تھا۔ مصطفٰی صاحب مکمل طور پر کھانے میں مگن تھے عتبہ پلیٹ میں چمچ ہلاتے انہیں تکتی رہی۔آج صبح سے سر حسین کی کلاس لینے کے بعد اسکا بہت دل کر رہا تھا کوئی ہو جو اس سے باتیں کرے جس کو وہ صبح کلاس میں ہونے والی باتیں بتائے جیسے بچپن میں وہ رات کو بابا کے پاس لیٹ کر صبح سے لیکر رات تک کی ایک ایک بات انہیں بتاتی تھی اب بھی بتائے۔انکے کاندھے سے لگ جائے ان کے بالوں سے کھیلے لاڈ اٹھائے بھی اور اٹھوائے بھی اور ان سب کے درمیان افی اسے پیچھے ہٹا ہٹا کر اپنی جگہ بنانے کی تگ و دو میں لگا رہے لیکن وہ اپنے باباجان کو چھوڑ کر نہ اٹھے مگر یہ سب کچھ شاید اب ایک

خواب ہی بن کر رہ گیا تھا۔نہ باباوہ رہے تھے نہ افی وہ رہا تھا نہ وہ خود وہ رہی تھی اور اس سب کی وجہ کیونکہ اب وہ انکے درمیان نہیں رہیں تھیں۔

"آپ نے کبھی انہیں ڈھونڈا ہے بابا" انکے چہرے کو تکتے یکدم ہی سوال کیا۔

"کس کو؟ کیا مطلب؟ کس کی بات کر رہی ہو" حیران بن رہے تھے ہوئے نہیں تھے۔

"آپ جانتے ہیں میں کس کی بات کر رہی ہوں" چمچ پلیٹ پرے کھسکا کر اب وہ تسلی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"نہیں مجھے نہیں معلوم وہ کہاں ہے نہ میں نے اسے ڈھونڈا کیونکہ فی الحال اسے ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہیں" صاف انکار کر کے سامنے والے کا تاثر دیکھے بغیر وہ دوبارہ کھانے میں مصروف ہو چکے تھے۔

"آپکو ضرورت نہیں ہو گی بابا ہمیں ہے۔مجھے ہے افنان کو ہے۔ لیکن آپ کو بھلا کیا ہماری ضروریات سے سروکار باباجو آپ انہیں ڈھونڈتے لاتے اور آپ انہیں ڈھونڈیں گے ہی کیوں آپ نے تو خود انہیں گھر سے نکالا تھانا" وہ شاید ابھی اور کچھ کہتی لیکن مصطفیٰ صاحب کی آواز نے اسے روک دیا۔

"میں نے اسے نکالا ؟۔دیکھو بیٹا عتبہ میں نے اسے نہیں نکالا تھا وہ خود گئی ہے" رسان سے کہتے اسے سمجھانا چاہا۔

"جھوٹ بابا جھوٹ۔ بار بار آپ جھوٹ بولتے ہیں بار بار۔" وہ سسکیوں کے درمیان اپنی بات مکمل کر کے کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھ چکی تھی۔

"آپ نے مجھ سے میری بہن دوست استاد ماں سب چھین لی۔میں اپکو کبھی معاف نہیں کروں گی" آخری نگاہ ان پر ڈال کر وہ وہاں رکی نہیں تھی کمرے کا رخ کر گئی تھی۔

کمرے میں آتے ہی دروازے کے ساتھ فرش پر بیٹھ کر سسکیوں کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔
آنسوؤں کا ایک سیلاب رواں ہو گیا تھا۔ وہ کتنی ہی دیر گھٹنوں کے درمیان منہ چھپائے
روتی رہی پھر نظر بائیں سائیڈ پر رکھے کمپیوٹر ٹیبل تک گئی تو اٹھ کر وہاں تک آگئی۔

ٹیبل کے ساتھ ہی ایک شیلف بنا تھا جہاں چند ڈائریاں اور چند کتابیں رکھی تھیں۔ ہمیشہ
کی طرح اس بار بھی اس نے بلیو کلر والی ڈائری اٹھائی پہلا ورق کھولا وہاں بہت
خوبصورت الکھائی میں مرحا لکھا ہوا تھا اس پر ہاتھ پھیرنے کے بعد جہاں بھی ہاتھ پڑا
وہیں سے کھول دی۔
سامنے کھلے صفحے پر مرحا کی بہترین خطاطی میں مرحا کے دل کی باتیں لکھیں ہوئیں
تھیں۔

"موت تو سب کو آنی ہے لیکن جو مر کر بھی پیچھے رہ جانے والوں کے دلوں میں خیر
البریہ بن کر زندہ رہے میں ایسی موت چاہتی ہوں۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے اس دنیا
سے چند لمحوں کیلئے روپوش ہو جاوں پھر دیکھوں کیا کوئی ہے ایسا جو مجھے یاد کرے میرا
ذکر خیر کرے مجھے سوچے مجھے میرے پیچھے بھی محسوس کرے۔ لیکن پھر خود ہی مجھے

لگتا ہے نہیں ایسا نہیں ہے مر حا میرے پاس شاہد وہ اعمال وہ عادات واخلاق ہیں ہی نہیں کہ کوئی مجھے یاد کرے ہاں شاید میں ایسی ہوں ہی نہیں شاید۔۔۔"

وہ یہ الفاظ پڑھ کر سسک اٹھی خود سے کہنے لگی۔آپی میں ہوں دیکھیں میں آپکو یاد کر رہی ہوں آجائیں پلیز آپی آپکی عتبہ آپکے بغیر کچھ بھی نہیں ہے آجائیں پلیز آئی مسڈ یو پلیز سسکیاں پھر شروع ہو چکی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ

میرا محرم از سحر اسامہ پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)